AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

An analytical study of the political thoughts and services of the Sindh Hari Committee

سندھ ہاری کمیٹی کے سیاسی افکار و خدمات کا تجزیاتی مطالعہ

سلمیٰ جونیجو
Salma Junejo, M.Phil Scholar, Pakistan Study Centre, Univeristy of Karachi.
salmajunejo6@gmail.com

ڈاکٹر ارم مظفر
Dr Erum Muzaffar, In-charge, Pakistan Study Centre, University of Karachi.
erummuzaffarali@uok.edu.pk

Abstract

The Hari (peasant) movement has played a significant role in the history of Sindh. The farmers' struggle led to the peasants receiving their rightful share and the passing of the Sindh Tenancy Act. The Hari movement was not only a movement against the influential landowners of Sindh but also proved to be a movement of the common Hari. During this movement, not only men participated, but women also sacrificed their lives. This research examines the background of the Sindh Hari Committee, its formation, and the challenges faced during the struggle. The aim of this research is to analyse the political, social, economic, and cultural impacts of the Sindh Hari movement on Sindhi society. Both primary and secondary sources have been used in this research. For primary sources, detailed in-person interviews were conducted with individuals directly or indirectly associated with the Hari movement.

Key words: Sindh, Agriculture, Hari, Sindh Hari Committee, SindhTenancy Act

تلخیص:-

سندھ کی تاریخ میں ہاری تحریک کا بہت اہم کردار رہا ہے۔ کسانوں کی اس جدوجہد کی وجہ سے ہاریوں کو ان کا جائز حق ملنا شروع ہوا اور سندھ ٹیننسی ایکٹ پاس ہوا۔ اسی ٹیننسی ایکٹ کی وجہ سے آج تک سندھ کے کسانوں کو زمین کی فصل کا آدھا حصہ ملتا ہے ہاری تحریک نہ صرف سندھ

کے بااثر افراد بلکہ ایک عام ہاری کی تحریک بھی ثابت ہوئی۔ اس تحریک کے دوران نہ صرف مردوں نے حصہ لیا، بلکہ عورتوں نے بھی اپنی جان کا نذرانہ دیا۔ زیر نظر تحقیق میں سندھ ہاری کمیٹی کا پس منظر اس کا قیام، جدوجہد کے دوران درپیش مسائل، جدوجہد کی کامیابی یا ناکامی کے مختلف اسباب کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس تحقیق کا مقصد سندھ ہاری تحریک کا سندھ کے معاشرے پر سیاسی، سماجی، اقتصادی اور ثقافتی اثرات کا جائزہ لینا ہے ۔ یہ تحقیق کیفیتی، اور تاریخی تحقیق پر مبنی ہے۔ جس کے تحت سندھ ہاری تحریک کے سیاسی، سماجی، اقتصادی اور ثقافتی پہلوؤں کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس تحقیق میں بنیادی اور ثانوی ماخذ دونوں کا استعمال کیا گیا ہے۔ بنیادی ماخذ کے لئے ہاری تحریک سے بلواسطہ یا بلاواسطہ منسلک لوگوں سے بالمشافہ مفصل انٹرویو کئے گئے ہیں۔ پھر ان کا تجزیہ بھی کیا گیا ہے۔

سندھ، زراعت، ہاری، جدوجہد، ٹیننسی ایکٹ

تعارف:-

وادیٔ سندھ کا تاریخی جائزہ لیا جائے تو آثار قدیمہ کی کھدائی سے شواہد ملتے ہیں کہ پانچ ہزار سال قبل بھی یہاں پر اعلیٰ پیمانے کی زراعت ہوتی تھی۔(1)

زراعت سیکھنے سے انسان کی زندگی میں ایک انقلاب کا سفر شروع ہوا۔ کھیتی باڑی سے پہلے انسان خانہ بدوشی کی زندگی گزارتا تھا کیونکہ اس کا گزارا شکار یا پھلوں پر ہوتا تھا۔ کھیتی باڑی کی دیکھ بھال کے لئے کھیتوں کے قریب رہنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے انسان نے اپنی اپنی کھیتوں کے پاس رہنا شروع کر دیا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ زراعت مستقل آبادی کا سبب بنی اور اسی سے آگے چل کر گاؤں اباد ہوئے۔ ان گاؤں دیہاتوں نے انسانی زندگی کا طرز ہی بدل کر رکھ دیا، کیونکہ اب لوگوں نے خوراک کو ذخیرہ کر کے اس سے فائدہ حاصل کرنا بھی سیکھ لیا تھا۔ اس سے خوراک کی فراوانی ہوئی۔ اس وجہ سے فراغت کے وقت میں انسان نے دوسرے کام کرنا شروع کر دیئے۔ یہیں سے تجارت اور تجارتی آبادیوں کی ابتداء ہوئی، اور ذاتی ملکیت کا شعور پیدا ہوا۔ اس شعور کے ساتھ ہی دیہاتوں میں حکمران طبقہ بھی ابھرا۔ اس طبقہ کے پاس دوسروں سے زیادہ دولت اور طاقت تھی۔ اس طبقہ نے دولت جمع کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کی محنت پر بھی قبضہ کرنا شروع کیا۔ اس دوران سب سے زیادہ استحصال ہاری کا کیا گیا۔ یہ استحصال آگے چل کر ظلم کی شکل اختیار کرتا چلا گیا۔(2) اس طرح سے دو طبقات نے جنم لیا، ایک زمیندار / جاگیر دار طبقہ دوسرا کسان / ہاری طبقہ۔ تاریخی تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طبقاتی سماج کی ابتداء سے ہی حاکم طبقہ کی طرف سے محکوم طبقہ کا استحصال کیا جاتا رہا ہے۔ اور اپنے اس ظلم و استحصال کو برقرار رکھنے کے لئے پیسے اور اسلحہ کا استعمال کرتا رہا ہے۔ دنیا میں قدیم زمانے سے جہاں ظلم و استحصال ہوتا ہے، وہاں اس عمل سے اختلاف بھی کیا جاتا رہا ہے۔ یہی اختلافات آگے چل کر جدوجہدوں میں تبدیل ہوتے رہے ہیں۔ اس طرح سے انسان نے بھی اس ظلم و ستم کو نہ صرف سمجھا، بلکہ مختلف اوقات کے دوران دنیا میں مختلف جگہوں پر اس کے خلاف آواز اٹھاتا رہا ہے۔ دنیا بھر میں ظلم و ناانصافی کے خلاف کہیں پر باقاعدہ تحریک کی شکل میں اور کہیں پر پریشر گروپ کی صورت میں مختلف اوقات میں آواز بلند ہوتی رہی ہے۔ جب ایک طبقہ دوسرے طبقے کے ساتھ زیادتی و ناانصافی کرتا ہے اس حوالے سے کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی صورت میں مزاحمت ہوتی ہے تو طبقاتی نظریوں کا ٹکراؤ ہوتا ہے۔ اس ٹکراؤ کی وجہ سے ہی کسانوں کی تحریکوں نے جنم لیا۔ دنیا بھر میں کسانوں کی جدوجہد کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جیسے کہ: 1318ء کی قرون وسطیٰ کی کسان تحریکیں جو انگلش لوگوں کی تھیں،(3) پولینڈ کی کسان تحریکیں 1895ء – 1969ء بھی اپنی جگہ

اہمیت کی حامل ہیں، کیونکہ وہاں کسان جدوجہد کی ایک طویل منظم تحریک ہے۔(4)روس کی کسان تحریکیں (1600ء-1930ء)، بیسویں اور اکیسویں صدی کی لاطینی امریکہ کی کسان جدوجہدیں(5)وغیرہ

جنوبی ایشیا میں کسانوں کی جدوجہد کے حوالے سے جب تحقیق کرتے ہیں تو یہاں پر بھی ہمیں مختلف اوقات میں مختلف تحاریک نظر آتی ہیں۔ان میں صوفی شاہ عنایت شہید کی کسانوں کی تحریک(1655ء-1680ء)،کسان سبھا1929ء،وغیرہ کی تحریکیں اہم ہیں۔

سندھ ہاری تحریک کا آغاز:-

سندھ ہاری کمیٹی کے آغاز کے حوالے سے دو تین مختلف باتیں ملی ہیں۔ان میں سے ایک کے لئے کچھ ذرائع سے یہ معلوم ہوا ہے کہ مسز اینی بیسنت نے جی-ایم-سید کو مشورہ دیا تھا کہ سندھ کے ہاریوں کے لئے جدوجہد کی جائے۔جبکہ کچھ ذرائع یہ بتاتے ہیں کہ جی-ایم-سید جو اس وقت ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین تھے انہوں نے سندھ کی کچھ سماجی و سیاسی شخصیات کو خطوط لکھے تھے کہ وہ مزدوروں، کسانوں، ماہی گیروں اور عورتوں وغیرہ کے لئے کام کرنا چاہتے ہیں۔ان سب میں سے صرف جمشید مہتہ نے ان کو جوابی خط لکھا کہ ان سب پر ایک ساتھ کام نہیں ہو سکتا۔اس لئے کسی ایک پر کام کرنے کا سوچو۔انہی دنوں میں میرپور خاص میں عبیداللٰی تحریک چل رہی تھی جو ہاریوں میں دو وقت کا کھانا مفت تقسیم کیا کرتے تھے۔اس تحریک کا ایک لغاری رکن جس کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔وہ جی-ایم-سید کے پاس آئے۔اور ان سے ہاریوں میں کام کرنے کے حوالے سے بات چیت کی۔جی-ایم-سید نے ان کو کہا کہ میں راضی ہوں۔مگر آپ اس سلسلے میں جمشید مھتا کو راضی کرو تو کام شروع کیا جائے، کیونکہ جمشید مھتا کو ہم سے زیادہ تنظیم کاری کا تجربہ ہے۔(6)

سندھ ہاری کمیٹی کے آغاز کے حوالے کچھ زرائع سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سکھر بیراج کا بننا سندھ ہاری کمیٹی کی بنیاد کا سبب بنا۔اس وجہ پر زیادہ تر محقق متفق نظر آتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ چونکہ سکھر بیراج کی تعمیر کے نتیجے میں زرخیز زمینیں حاصل ہوتیں۔جب کے لئے سندھ کے رہنماؤں کو خدشہ تھا کہ وہ زمینیں سندھ سے باہر غیر سندھیوں کو دے دی جائیں گی۔یہ رہنماء چاہتے تھے کہ سندھ کی زمینیں سندھ کے مقامی ہاریوں میں تقسیم کی جائیں، اسی لئے انہوں نے ہاریوں کے حقوق کے حصول کے لئے سندھ ہاری کمیٹی کی بنیاد ڈالی۔تحقیقی ذرائع کے مطابق تمام وجوہات مل کر ہاری کمیٹی کے آغاز کا سبب بنی تھیں۔

تحقیق کی روشنی میں تفصیل سے دیکھا جائے تو جمڑاؤ کینال کی تعمیر کے کچھ عرصے بعد سکھر بیراج کی تعمیر کی منصوبہ بندی کی جانے لگی جو دریائے سندھ پر تعمیر ہونا تھا۔یہ لاکھوں ایکڑ کی اراضی پر پھیلا ہوا تھا۔حکمرانوں اور ماہرین آب و آبپاشی کا کہنا تھا کہ اس بیراج کی تعمیر کے بعد سندھ کی زراعت میں ایک انقلاب آئے گا۔کیونکہ بیراج کی تعمیر کے بعد اس سے نکلنے والی نہروں کی بھی کھدائی ہوگی جس کے نتیجے میں زرخیز زمین نکلے گی۔لیکن ایسا نہیں ہوا۔جمڑاؤ کینال کی تعمیر کے بعد سندھ کی زمینوں پر غیر سندھیوں کو زمین کی تقسیم اور انکی آبادکاری، 1920ء کی ہندوستان چھوڑدو تحریک نے ایک طرف عوام کے سیاسی و سماجی شعور میں اضافہ کیا تو دوسری طرف سندھ کی اشرافیہ اور دانشوروں کے ساتھ ساتھ سندھ کے شہری و متوسط اور دیہی طبقہ کو بھی متحرک کیا۔اس کے ساتھ ہی سندھ کی اس وقت کی موجودہ صورتحال میں جاگیردار اور انگریز مخالف جذبات بھی ابھرے کیونکہ جمڑاؤ کینال کی طرح سکھر بیراج کی تعمیر سے بھی مقامی آبادی کو بے گھر ہونے کی وجہ سے مشکلات آنے کے

اندیشے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب برطانوی نو آبادیاتی نظام ہندوستان میں بہت گہرا تھا جسکی وجہ سے دیہی زرعی مزدوروں کو متعدد سماجی اور اقتصادی چیلنجوں کا سامنا تھا۔ ان چیلنجوں میں کم اجرت، حقوق اور تحفظات کا فقدان اور زمینداروں / جاگیرداروں کا استحصال شامل تھا۔ ایسے وقت میں سندھ ہاری کمیٹی کے نام سے ایک تنظیم ابھر کر سامنے آئی جسکا تفصیلی ذکر آگے کیا جائے گا۔ سندھ میں برطانوی نو آبادیاتی نظام کے حوالے سے ڈاکٹر تنویر احمد طاہر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:-

> "انگریز دور حکومت کی پالیسیوں کے باعث سندھی معاشرہ واضح تفریق کا شکار ہوا۔ جس میں ایک طرف تقریباً بے زمین اور تابع غلامانہ حیثیت رکھنے والے ہاریوں کا طبقہ تھا تو دوسری جانب تقریبا 3 ہزار جاگیرداروں پر مشتمل 500 ایکڑ سے زائد اراضی کا مالک طبقہ تھا۔ برطانوی نظام نے ایک روایتی زمینداری نظام کو قانونی جاگیرداری میں تبدیل کر دیا تھا۔ جاگیرداروں کو زمین کے متعلق ملکیتی حقوق عطا کئے گئے۔ جبکہ ہاریوں (بے زمین کسانوں) کے مزارعتی حقوق کے لئے کوئی قانون سازی نہیں کی گئی۔ چنانچہ ہاریوں کو طاقتور جاگیرداروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا۔ ہاری اور جاگیردار کے درمیان تعلق کا دارومدار جاگیردار کی مرضی پر منحصر تھا۔ کئی نسلوں تک ایک خطہ زمین پر کاشتکاری کرنے والے ہاری کو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ کتنے عرصے تک اس زمین پر کاشتکار رہ سکے گا۔ ہاری کی زندگی خوف سے عبارت تھی، قید و بند کا خوف، زن، زمین یا زندگی چھن جانے کا خوف۔ ہاری کو بیگار کے لئے یا پھر ہل اور بیل کے ساتھ طلب کرنا معمول تھا تاکہ وہ زمیندار کی نجی زمینیں بھی کاشت کرے۔"(7)

دیکھا جائے تو ایک طرف تو سندھ کے زرعی مزدور طبقے کا استحصال ہو رہا تھا سکھر بئراج کی تعمیر کے پہلے مرحلے میں لوگ نہ صرف بے گھر ہوئے تھے بلکہ بئراج کی تعمیر سے قابلِ کاشت زمین بھی غیر سندھیوں کو دیئے جانے کا خدشہ تھا۔ دوسری طرف اسی زرعی مزدور طبقے کے حق میں سندھ کے ممتاز کسان رہنماؤں سماجی و سیاسی کارکن اور دانشور ہاریوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کرنے اور ان کے حالات زندگی بہتر بنانے کے لئے پرعزم تھے۔ ہاری کمیٹی بنانے کے پیچھے ان رہنماؤں کی یہ سوچ تھی کہ بیراج کی تعمیر سے پہلے سندھ میں لاکھوں ایکڑ غیر آباد زمین زرخیز ہو جائے گی اور بلکل اسی طرح غیر سندھیوں کو الاٹ کر دی جائے گی جیسے جمڑاؤ کینال کے وقت میں ہوا تھا۔ (8)

اس سلسلے میں مسعود کھدر پوش لکھتے ہیں کہ

> "لائیڈ بئراج کی تکمیل کے بعد لاکھوں ایکڑ زمین کی آبپاشی کے نتیجے میں زمینداروں اور ہاریوں کے سامنے زمین حاصل کرنے کے مزید دروازے کھل گئے۔ اب زمیندار حکومت سے اپنی وہ تمام ضبط شدہ زمین واپس کرنے کا مطالبہ کر سکتے تھے جن تک پانی پہنچ گیا تھا۔ آبپاشی بڑھنے کا مطلب یہ تھا کہ پیداوار میں اضافے کے امکانات بڑھ جائیں گے۔ چھوٹے زمینداروں کو امید بندھی کہ وہ اپنی زمین میں اضافہ کر سکیں جبکہ ہاریوں کو یہ توقع پیدا ہوئی کہ انہیں سرکاری زمین "ہارپ"

(کسان) عطیات کی صورت میں مل جائے گی۔ ادھر کساد بازاری کے سبب حالات عجیب ہو گئے تھے۔ کپاس وغیرہ کی فاضل پیداوار کی منڈیوں میں مناسب قیمت نہیں مل رہی تھی لہذا حکومت کو دیئے جانے والے مالئے کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے زمینداروں نے ہاریوں پر اپنا دباؤ بڑھانا شروع کر دیا کہ وہ اپنا لگانی حصہ جنس کی صورت میں ادا کریں۔ تنصیبات آبپاشی کی تعمیر کے منفی اثرات بھی مرتب ہوئے مثلاً وسیع علاقے سیم و تھور کی زد میں آگئے۔ ادھر غیر سندھیوں کی سندھ پر اصل یلغار بھی سکھر بیراج (لائیڈ بیراج) کی تعمیر کے بعد شروع ہوئی جس کے مکمل ہوتے ہی پنجاب سے کثیر تعداد میں کاشتکاروں کو سندھ میں لا کر آباد کیا گیا"۔(9)

سندھ ہاری کمیٹی کے چارٹر آف ڈیمانڈ سے بھی یہ اظہار ہوتا ہے کہ انہی خدشات کی وجہ سے سندھ کے ہاریوں کے حقوق کے حصول کے لئے سندھ ہاری کمیٹی بنائی گئی۔

سندھ ہاری تحریک پر بات کرنے سے پہلے اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ ہاری یا کسان کس کو کہتے ہیں یا اسکی تعریف مختلف ماہرین کے مطابق کیا ہے؟ اس حوالے سے عرفان حبیب کسانوں کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں، "وہ شخص جو خود زراعت کرتا ہے، اپنے اوزاروں سے کام کرتا ہے اور اپنے خاندان کی محنت کو استعمال کرتا ہے"(10) کسانوں کے بارے میں ایک اور تعریف جس کا حوالہ راجندر سنگھ نے اپنی تحقیق میں دیا ہے۔ وہ یہ کہ گف کے مطابق کسانوں کی تعریف یوں ہے کہ "وہ لوگ جو زراعت یا اس سے متعلقہ پیداوار میں قدیم ذرائع سے مشغول ہوتے ہیں اور جو اپنی پیداوار کا کچھ حصہ زمینداروں یا ریاست کے ایجنٹوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔"(11) کسانوں کے حوالے سے جب اینگلز کو دیکھا جائے جسکو دھنا گرے نے ہے کہ اینگلز اس سلسلے میں ایک متوازن نظریہ رکھتے ہیں ان کا خیال یہ ہے کہ کسان طبقہ کو اندرونی طور پر دیکھا جائے تو وہ منقسم غیر منظم ہے مگر سیاسی طور پر اہم ہے جب تک کہ اسکو ایک منظم محنت کش طبقے کے طور پر متحرک نہ کیا جائے۔(12) کسانوں کے بارے میں درج بالا تعریفوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسان / ہاری لوگوں کا ایک ایسا گروہ ہے جن کا زمین پر حق ہے اور وہ اپنی ضرورت کے لئے کاشتکاری کرتے ہیں۔ اسطرح سے وہ زراعت سے روزگار حاصل کرتے ہیں۔

یہاں یہ امر بھی توجہ طلب ہے کہ ہاری کمیٹی کے بننے کے پیچھے بالشویک انقلاب کا اثر بھی تھا، کیونکہ یہ انقلابوں کا دور تھا اور اس وقت دنیا بھر میں کمیونسٹ نظریہ کے تحت کسانوں اور مزدوروں کی تنظیمیں بنائی گئی تھیں۔ دیکھا جائے تو سندھ ہاری کمیٹی اس سے متاثر نظر آتی ہے۔ مگر جب بات کی جائے ہاری کمیٹی کے بننے کے فوری سبب پر تو وہ سکھر بیراج کی تعمیر کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ سندھ ہاری کمیٹی کے بننے کے اسباب کے بعد یہ سوال ابھرتا ہے کہ اس کے بننے کے پیچھے بنیادی خیال یا سوچ کس کی تھی؟ اس حوالے سے تحقیق کی معلوم ہوا کہ سندھ میں ہاریوں کے حقوق کے لئے کام کرنے کی سوچ مسز اینی بیسنت کی تھی۔ جو کہ انگلینڈ میں فیبئین سوسائٹی کی اہم رکن تھیں وہ چونکہ تھیاسوفیکل نظریہ رکھتی تھیں اور اسی نظریئے کے تحت انہوں نے ہندوستان میں ہوم رول لیگ بنائی جس کے رکن جی۔ ایم۔ سید بھی تھے۔ اینی بیسنت نے اپنے اسی نظریئے کی بنیاد پر جی ایم سید کو سندھ میں کسانوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کرنے اور تنظیم بنانے کا مشورہ دیا۔ اسی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ

سندھ ہاری کمیٹی کے پیچھے بنیادی فکر مسز اینی بیسنت کا تھا۔ جسکو پایہ تکمیل تک جی۔ ایم۔ سید نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر پہنچایا اور باقاعدہ سندھ ہاری ایسو سیئیشن کی بنیاد ڈال کر اس پلیٹ فارم سے سندھ کے ہاریوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کرنے لگے۔(13)

اس تحقیق کے ذریعے مندرجہ ذیل سوالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے جوابات ڈھونڈنے کی کوشش کی گئی ہے۔

1)۔ تحریک کا آغاز کیسے ہوا؟ اور تحریک ارتقائی مراحل سے آگے کیسے بڑھی؟

2)۔ سندھ کے سماج پر ہاری تحریک کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟

3)۔ ہاری تحریک کا سیاسی کردار کیا تھا؟

ہاری کمیٹی کے سیاست پر اثرات:

سندھ ہاری کمیٹی 'سندھ ہاری ایسو سیئیشن' کے نام سے سندھ کے ہاریوں کے حقوق کے حصول کی جدوجہد کرنے کے لئے 1930ء میں بنائی گئی تھی۔ جو کہ روس کے بولشویک انقلاب سے متاثر تھی۔ بولشویک انقلاب ایک سیاسی و طبقاتی انقلاب تھا۔ جیسے جیسے بالشویک انقلاب کے اثرات سندھ پر بڑھے تو ہاریوں کی اس تنظیم نے بھی زیادہ طبقاتی شکل اختیار کی۔ کامریڈ حیدر بخش جتوئی کے ہاری کمیٹی میں شامل ہونے سے ہاری کمیٹی زیادہ متحرک اور منظم ہونے لگی۔ کیونکہ سندھ ہاری کمیٹی اب صرف سندھ کے ہاریوں کے حقوق کے لئے جدوجہد نہیں کرتی تھی بلکہ قیام پاکستان کی جدوجہد کے دوران یا اس کے بعد سندھ میں اٹھنے والے نئے سیاسی مسائل کے خلاف بھی کبھی اکیلے اور کبھی سندھ کی قومی تحریک کے رہنماؤں کے ساتھ مل کر جدوجہد کرتی تھی۔ جیسے کہ سندھی زبان کا مسئلہ ہو یا ون یونٹ کے نفاذ کے بعد ون یونٹ کے خلاف جدوجہد ہو، ہاری کمیٹی نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اس سلسلے میں ہاری کمیٹی نے احتجاجی مظاہرے، جلسے جلوس کئے۔ ہاری کمیٹی کے صدر حیدر بخش جتوئی نے بھی اپنی عملی و ادبی جدوجہد کے ذریعے بھرپور کردار ادا کیا۔

تقسیم سے پہلے کی بات کی جائے تو سندھ ہاری کمیٹی کے معاشرے پر سیاسی و سماجی اثرات اتنے گہرے تھے کہ 1946ء کے الیکشن سے پہلے مسلم لیگ اور کانگریس کو بھی تشویش ہونے لگی کہ ایسا نہ ہو کہ ان کے امیدوار ان جگہوں سے شکست سے دوچار ہو جائیں، جہاں سے ہاری کمیٹی نے بھی اپنے امیدوار الیکشن میں ان سے مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے کئے ہیں۔ 'ہاری رپورٹ' میں کانگریس کے حوالے سے 'گوہر سلطانہ عظمیٰ' لکھتی ہیں کہ:

> "سندھ ہاری کمیٹی کی قوت اب مسلسل بڑھ رہی تھی۔ اس کی قیادت مستحکم اور فیصلے مضبوط ہوتے جا رہے تھے۔ اس میں ہاریوں کی زیادہ سے زیادہ شرکت ممکن ہو رہی تھی، جبکہ اس کی قیادت بیک وقت حکومت اور زمینداروں دونوں پر دباؤ ڈال رہی تھی۔ ان کے ابتدائی مطالبات میں اب حتمیت اور شدت آگئی تھی۔ ادھر نئی قائم شدہ آل انڈیا کانگریس نے 'جوجہد آزادی کے ایک نقطے' کے طور پر سندھ ہاری کمیٹی کی زبردست حمایت کی۔(14)"

مسلم لیگ کے حوالے سے اسی سلسلے میں آگے گوہر سلطانہ مزید لکھتی ہیں کہ:

"سندھ کے ہاری کی ہمدردیاں اور ووٹ مسلم لیگ اور کانگریس کے نظریات سے زیادہ امر سے وابستہ تھے کہ خود ان کی صدیوں کی محرومیوں اور برسوں کی جدوجہد کو کون ان کے ہاتھ پر رکھتا ہے، قدرتی طور پر ان کی نظریں سندھ ہاری کمیٹی پر تھیں۔ جبکہ 1946ء کے الیکشن سر پر آچکے تھے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسلم لیگ کو دو مشکل صورتوں کا سامنا تھا۔ ایک اس کی قیادت امیدواروں کی انتخابی فہرست پر متفق نہیں تھی۔ جس کے نتیجے میں بظاہر ایک با اثر نام جی۔ ایم۔ سید اپنے حامیوں سمیت لیگ سے علیحدہ ہوگئے۔ دوسری طرف سندھ کا انتخابی مرحلہ مسلم لیگ کی توقع سے زیادہ مشکل ثابت ہورہا تھا۔ اس کا واضح حوالہ موجود ہے وہ یہ کہ سندھ میں لیگ کی پوزیشن کمزور تھی۔ درحقیقت ہاری ان زمینداروں کے تسلط سے آزادی چاہتے تھے۔ اسی لئے قائداعظم کی ہدایات پر لیگ حکومت کو "سندھی ہاری کمیٹی" قائم کرنا پڑی۔ جس کے نتیجے میں ہاریوں نے مسلم لیگ کو اقتدار دلانے کے لئے ووٹ دیئے"۔(15)

یہ تقسیم سے قبل کی صورتحال تھی۔ لیکن تقسیم کے بعد بھی سندھ ہاری کمیٹی نہ صرف سندھ کے ہاریوں کے حقوق کی جدوجہد کررہی تھی۔ بلکہ نئی ریاست کے وجود میں آتے ہی اٹھنے والے نئے نئے مسائل کے خلاف بھی کبھی اکیلے اور کبھی قومی تحریک کے دوسرے رہنماؤں کے ساتھ مل کر جدوجہد کرتی تھی۔ خاص طور پر جو سیاسی مسائل ابھر رہے تھے ان پر ہاری کمیٹی کی جدوجہد قابل ذکر ہے کیونکہ وہ ان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھی۔ جیسے سب سے پہلے قیام پاکستان کے وقت جو مسئلہ سامنے آیا۔ وہ کراچی کو سندھ سے الگ کر کے ملک کا دارالحکومت بنادیا گیا۔ کراچی کو سندھ سے الگ کرنے کے خلاف سندھ کی پارلیمنٹ کے اراکین، سیاسی رہنماؤں، سندھ مسلم لیگ، ادیبوں، شاگردوں اور سندھ ہاری کمیٹی نے مل کر ایک بہت بڑا اور پرامن احتجاج کیا۔ جس میں حکومت کے اس اقدام کی سخت مذمت کی گئی۔

سندھ ہاری کمیٹی نے اپنی تنظیم کے پلیٹ فارم سے 31، 30مئی 1948ء کو رتوڈیرو میں ایک ہاری کانفرنس کا انعقاد کیا۔ جس میں کراچی کو سندھ سے جدا کرنے کے خلاف ایک متفقہ قرارداد پاس کی گئی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:

"سندھ کا ایک حصہ کراچی شہر سندھیوں کے لئے قدرت کی طرف سے ایک سوغات اور نعمت ہے۔ جس کو کوئی بھی طاقت سندھ سے جدا نہیں کرسکتی۔ سندھ سے اسکی روح کراچی کو جدا کرنے کی کوئی بھی کوشش غیر فطری اور خود مطلبی کی سازشوں سے پر ہے۔ یہ یقیناً ناکام ہوگی۔ سندھ اور پاکستان کی بھلائی کی خاطر اور پائیدار صلح وترقی کے لئے یہ کانفرنس مطالبہ کرتی ہے کہ کراچی کو سیاسی وانتظامی طور پر سندھ کا حصہ رہنے دیا جائے"۔(16)

اس ساری جدوجہد کے باوجود کراچی کو سندھ سے الگ کر دیا گیا۔ مگر اس کے باوجود سندھ ہاری کمیٹی نے اپنی جدوجہد جاری رکھی اور کئی ہاری کانفرنسوں میں قرادادوں کے زریعے اپنے مطالبات حکومت وقت سے کرتی رہی۔ ایک اہم ہاری کانفرنس جو 12 اور 13 دسمبر 1953ء میں ٹنڈو جام میں ہوئی تھی۔ اس میں کراچی کو سندھ سے الگ کرنے کے خلاف کچھ اس طرح کی قراداد پاس کی گئی کہ

> "ہاری کمیٹی کی یہ کانفرنس اپنی پالیسی کے مطابق ایک مرتبہ پھر پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ کراچی تاریخی، معاشی اور ثقافتی نقطہ نظر سے سندھ سے الگ ہو ہی نہیں سکتا۔ صرف چند لوگوں کو خوش کرنے کے لئے سوچی سمجھی سازش کے تحت سندھ سے کراچی کو زبردستی جدا کر دیا گیا ہے"۔(17)

سندھ ہاری کمیٹی اور سندھ کے قوم پرستوں کی مسلسل جدوجہد کے بعد آخرکار کراچی کی اپنی سابقہ حیثیت (سندھ کا دارالحکومت) 1959ء میں بحال کر دی گئی۔(18) ابھی کراچی کو سندھ سے الگ کرنے کی جدوجہد چل ہی رہی تھی کہ اکتوبر 1953ء میں قانون ساز اسمبلی میں ایک فارمولا پیش کیا گیا۔ جسے بوگرا فارمولا کہا جاتا ہے۔ بوگرا فارمولے کو پنجاب اسمبلی نے رد کر دیا۔ بلکہ اس کی جگہ (پیرٹی) برابری کا فارمولا پیش کیا گیا۔ جس منصوبے میں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے نام پر ملک کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ مغربی پاکستان میں ون یونٹ کے نام پر 'سندھ، پنجاب، اور خیبر پختون خواہ' کو ایک کر دیا گیا۔ اور ان کی صدیوں پرانی جداگانہ حیثیت کو ختم کر دیا گیا۔ ون یونٹ اسکیم کے منظر عام پر انے کے بعد مغربی پاکستان میں شامل کئے جانے والے سندھ اور خیبر پختون خواہ کی طرف سے سخت ترین مخالفت کی گئی۔ مگر حکمران جماعت اپنا فیصلہ کر چکی تھی۔ وہ مشرقی و مغربی حصوں میں وسائل کی برابر تقسیم چاہتی تھی۔ اسی وجہ سے جب اس وقت کے سندھ کے وزیر اعلیٰ عبدالستار پیرزادہ نے سندھ کا وجود ختم کرنے کی سازش ون یونٹ کا حصہ بننے سے انکار کر دیا تو ان کو وزارت سے ہٹا دیا گیا۔ ان کی جگہ پر پروڈا کے قانون کے تحت نااہل قرار دیئے گئے اور اسمبلی کا رکن نہ ہونے کے باوجود محمد ایوب کھوڑو کو سندھ کا وزیر اعلیٰ مقرر کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ پیر علی محمد راشدی، حاجی مولا بخش سومرو اور قاضی محمد اکبر کو وزارتیں دی گئیں اور ون یونٹ کے مخالفین کو جیل کے حوالے کر دیا گیا۔ (19)

11 دسمبر 1954ء کو سندھ اسمبلی میں ون یونٹ کے حق میں بل سندھ اسمبلی میں پیش کیا گیا جو کہ منظور کر لیا گیا۔(20) اور 14 اکتوبر 1955ء کو ون یونٹ کا نفاذ کر کے ایک طرح سے سندھ کے وجود کو ہی ختم کر دیا گیا۔ اس دن کے بعد سے سندھ کو سابقہ سندھ کہا جانے لگا۔ سندھ کے باشعور لوگوں نے اس منصوبے کی تجویز کے دن سے ہی اس بات کو تسلیم نہیں کیا تھا اور اس کے خلاف جدوجہد شروع کر دی تھی۔ جس میں سے چند کا ذکر تحقیق کی روشنی میں کیا جارہا ہے۔ اس جدوجہد میں سندھ ہاری کمیٹی خاص طور پر اس کے صدر حیدر بخش جتوئی پیش پیش تھے۔ اس سلسلے میں سندھ ہاری کمیٹی نے سب سے پہلے 21، 22 اگست 1954ء کو نوابشاہ میں آل سندھ کنونشن بلایا۔ اس کے علاوہ 26، 27 اگست 1955ء کو ون یونٹ کے مخالف سیاسی رہنماؤں کی جانب سے 'اینٹی ون یونٹ ویسٹ پاکستان کنونشن' کے نام سے ایک محاذ بنایا گیا۔ اس محاذ میں ایک مشاورتی کمیٹی جوڑی گئی۔ اس کمیٹی کے سرگرم رکن 'کامریڈ حیدر بخش جتوئی' تھے۔(21)

اس کے علاوہ سندھ پراونشل اینٹی ون یونٹ کمیٹی بنائی گئی تھی۔ اس میں بھی سندھ ہاری کمیٹی نے حیدر بخش جتوئی کے ذریعے کام کیا تھا۔ اسی سلسلے میں اس کے بعد 29، 30 اکتوبر 1955ء میں کراچی کے نمائندہ سیاستدانوں کا اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں اینٹی ون یونٹ فرنٹ بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس اجلاس میں عبدالمجید سندھی، جی۔ ایم۔ سید، حیدر بخش جتوئی، قاضی فیض محمد، غلام مصطفیٰ بھرگڑی، عبدالحمید جتوئی اور دوسرے رہنماء

شامل تھے۔ اس میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ درج بالا رہنماء سندھ بھر کا دورہ کر کے فرنٹ کا پیغام سندھ کے عوام تک پہنچائیں گے۔ اس فرنٹ کا سیکریٹری حیدر بخش جتوئی 'کو چنا گیا تھا۔ (22)

اس حوالے سے 'ون یونٹ سندھ کی تاریخ کا سیاہ باب' کتاب میں عبدالخالق جونیجو لکھتے ہیں کہ

"دوسرا اہم نقطہ یہ ہے کہ جہاں تک اس تحریک کی قیادت سائیں جی۔ ایم۔ سید اور کامریڈ حیدر بخش جتوئی جیسے رہنماء کر رہے تھے مگر اس کو فیصلائی طاقت بنانے میں سندھ کی قومی زندگی کے تمام شعبوں سے منسلک لوگوں نے اپنا کردار ادا کیا۔ شاعر، ادیب استاد، شاگرد، ہاری، مزدور، وکیل، دکاندار سب اس تحریک میں شامل تھے۔ دوسرے اس تحریک کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ بدبودار، مفاد پرست اور وطن فروش وڈیرے، جاگیر دار اور پیر میر اس سے دور تھے"۔ (23)

1958ء میں جب محمد ایوب کھوڑو وزیر دفاع تھے اس وقت ون یونٹ کے خلاف جدوجہد زور شور سے جاری تھی کہ 7 اور 8 اکتوبر 1958ء کی درمیانی شب ملک میں مارشل لاء کے نفاذ کا اعلان کر دیا گیا۔ اسمبلیاں توڑ دی گئیں، سیاسی پارٹیوں پر بندش، اخبارات پر سنسر شپ، سیاسی سرگرمیوں پر بندش کے ساتھ ساتھ سیاسی رہنماؤں کو بھی گرفتار کیا گیا۔ جس میں حیدر بخش جتوئی، جی۔ ایم۔ سید، سوبھو گیانچندانی، قاضی فیض محمد، عبدالخالق آزاد، غلام محمد لغاری اور دوسرے شامل تھے۔ (24)

حیدر بخش جتوئی کی جدوجہد کی وجہ سے ان پر جو چارج شیٹ لگائی گئی تھی اس میں لکھا گیا تھا کہ:

ترجمہ

"حیدر بخش اللہ داد خان جتوئی سندھ ہاری کمیٹی کے اینٹی ون یونٹ رویہ اختیار کرتے ہوئے ون یونٹ کے خلاف جدوجہد کا حصہ بننے کے تم ہی ذمہ دار ہو"۔ (25)

اس کے علاوہ ٹیننسی ایکٹ منظور کروانے کے لئے جدوجہد سندھ ہاری کمیٹی کی طرف سے کی گئی جس میں سندھ اسمبلی کا گھیراؤ کر کے اپنے مطالبات تسلیم کروائے گئے جس کی وجہ سے سندھ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ 1950ء میں سندھ ٹیننسی ایکٹ پاس ہوا۔ (26)

روچی رام نے اس سلسلے میں اظہارِ خیال کچھ یوں کیا کہ میں سمجھتا ہوں کہ سندھ ہاری کمیٹی کا ٹیننسی ایکٹ پاس کروانے کے لئے جدوجہد کرنا اور اینٹی ون یونٹ تحریک کا حصہ بننے کا ساتھ اس جیسے دوسرے کام خالصتاً سیاسی جدوجہد ہے۔ (27)

کامریڈ امداد قاضی نے کہا کہ سندھ ٹیننسی ایکٹ پاس کروانے کے لئے سندھ اسمبلی کا گھیراؤ کرنا ایک خالص سیاسی عمل ہے۔ اس کے ساتھ مختلف اوقات میں سندھ میں ہونے والی تحاریک میں اپنا کردار ادا کرنا بھی سیاسی عمل ہے اس لئے سندھ ہاری کمیٹی ایک سیاسی تنظیم تھی جس کے بہت گہرے اور مثبت اثرات سندھ پر نمودار ہوئے۔ (28)

خالق جونیجو نے اپنے انٹرویو کے دوران کہا کہ سندھ ہاری کمیٹی کے سیاسی اثرات سندھ پر گہرے ہیں کیونکہ دوسری تنظیموں کے ساتھ سندھ ہاری کمیٹی خاص طور پر اس کے صدر حیدر بخش جتوئی کی محنت کا یہ ثمر ہے کہ سندھ ون یونٹ کے کالے قانون سے آزاد ہوا، اور اس کا اپنا تشخص بحال ہوا۔ (29)

امان اللہ شیخ اس حوالے سے کہتے ہیں کہ سندھ ہاری کمیٹی کو سندھ کی سیاست سے وابستہ کرنے کے لئے کامریڈ حیدر بخش جتوئی بہت متحرک تھے۔ اس سلسلے میں رتودیرو کانفرنس میں جو قراردادیں پاس کی گئیں وہ بتاتی ہیں کہ ہاری کمیٹی آہستہ آہستہ ہاری پارٹی میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔ لیک جب وہ ہاری پارٹی بننے کے قریب پہنچ گئی تو اس پر سب سے بڑا اعتراض کمیونسٹ پارٹی کو تھا۔ کمیونسٹ چاہتے تھے کہ ہاری پارٹی نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ ہاری پارٹی مطلب قومی سوال۔ رتودیرو کانفرنس میں قومی سوال اور طبقاتی سوال دونوں تھے۔ یہ ایک نئی نشاندہی اور نئی سوچ تھی۔ کامریڈ حیدر بخش جتوئی کبھی بھی کمیونسٹ پارٹی کے رکن نہیں رہے۔ (30)

سیاسی کردار کے بارے میں روچی رام کا کہنا تھا کہ "سرکی والے کمیونسٹ ہمیں یہ بتاتے تھے کہ ہاری انقلاب کا اولین راستہ ہیں۔ ہاری ہی انقلاب لا سکتا ہے کیونکہ سب سے زیادہ استحصال اسکا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اکیلا ہے۔ یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہاری انقلاب کیسے لائے گا؟ کیونکہ وہ تو جلسوں میں آتا ہی نہیں ہے اور نہ ہی اسکو زمیندار جلسے میں آنے دیگا یا پھر اسکی پانی کی باری ہوگی۔ ہاری کو تو ان مطالبات کے بارے میں کوئی علم ہی نہیں جو ہم کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ جلسے گاؤں دیہاتوں میں نہیں بلکہ شہروں میں ہوتے ہیں۔ یعنی کہ ہاری سے 20 / 30 / 100 میل دور جلسہ ہوگا کیونکہ دیہات میں ہر ایک ہاری دوسرے ہاری سے دور اپنے کھیتوں یا زمیندار کے گاؤں میں رہتا ہے۔ انکی تنظیم کیسے بنے گی جب ان کا آپس میں بھی کسی قسم کا رابطہ بمشکل ہو پاتا ہے۔ مزدور اگر جلسے میں آتا ہے تو وہ شام کو اپنے گھر جاتا ہے کیونکہ مزدور شہر میں رہتا ہے۔ لیکن ہاری تو دور سے اکثر پیدل سفر کر کے آتا ہے وہ شام میں گھر کیسے پہنچ پائے گا؟" میرپور خاص، کراچی کے جلسے تو دور ہونے کی وجہ سے ادھورے رہیں گے ہی مگر تعلقہ ہیڈ کوارٹر مٹھی یا ڈگھڑی کے جلسے بھی ہاری کو 10 / 15 میل دور پڑیں گے۔ کیونکہ یہ سفر ہاری/کسان کو پیدل طے کرنا پڑیگا اس لئے وہ جلسے میں نہیں آسکتا۔ پھر ہم اسکیم کیسے بنا پائیں گے۔ تحریک کیسے چلائیں گے؟ فیس کون دیگا؟ وغیرہ

ہاری کمیٹی سے اتنا ہوا کہ کسانوں کے ساتھ ہونے والے ظلم و ستم کے قصے اسٹیج پر بیان کئے گئے۔ ایسا نہیں تھا کہ صرف ظلم و ستم کے قصے بیان کئے گئے بلکہ کسانوں کو اسٹیج پر بلا کر بھی بٹھایا گیا۔ اور ہاری مسائل کو اجاگر کیا گیا۔ قانون کے بارے میں اور حقوق کے حوالے سے بھی باتیں ہوتی تھیں۔ جس کی وجہ سے کسانوں میں ان کے حقوق کے حوالے سے شعور بیدار ہوا۔ جب یہ باتیں میدان پر آئیں تو اس وقت کے زمیندار و جاگیردار ہاری کمیٹی کے مخالف ہو گئے۔ انہوں نے مزید یہ کہا کہ میری نظر میں ہاری تحریک کا سب سے اہم فائدہ ٹیننسی ایکٹ کا منظور ہونا تھا۔ کیونکہ اس ایکٹ کو سندھ کی تاریخ میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس ایکٹ میں لکھا ہوا ہے کہ:

ریونیو ڈپارٹمنٹ میں ہاری کا نام لکھا جائے۔ جو سرکاری ریکارڈ ہے اس میں ایک خانہ ہے کہ اور کون کونسے حقوق ہیں جیسے کہ مالک کے ساتھ اور کون کون حقدار ہیں؟

فصل جب تیار ہو جاتی ہے تو اسکی نمبر شماری ہوتی ہے۔ یہ ریوینیو کے آفیسرز کرتے ہیں۔ اس طریقے سے پھر ریونیو کے افسران بھی درجہ بدرجہ اپنا حصہ وصول کرتے ہیں۔ 50٪ پٹواری، 25٪ مختیارکار، 10٪ پولیس تو 5٪ کمشنر کا حصہ ریونیو ایکٹ میں لکھا ہوا ہے۔(31)

ڈاکٹر در محمد پٹھان کے مطابق سندھ ہاری کمیٹی ایک سیاسی تنظیم نہیں تھی بلکہ وہ سندھ کے ایک مظلوم طبقے ہاری کے حقوق کے لئے جدوجہد کرنے والی ایک سماجی تنظیم تھی۔

خادم علی شاہ اس سلسلے میں اپنی رائے دیتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ سندھ ہاری کمیٹی کے سندھ پر کوئی خاص سیاسی اثرات ہوئے۔ نہ ہی میں اس کو ایک سیاسی تنظیم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ کمیٹی نے اس وقت جب اس کو فوری سیاسی اقدام اٹھانے چاہئے تھے وہ نہیں اٹھائے۔ نہ ہی کوئی سیاسی کردار ادا کیا۔

پروفیسر اعجاز قریشی کی رائے میں جب تک کامریڈ حیدر بخش جتوئی تھے اس وقت تک سندھ ہاری تحریک کے سندھ کی سیاسی، سماجی اور معاشی صورتحال پر اچھے اثرات تھے۔ دوسرے ہاری تحریک ہاریوں کے جن حقوق اور مقصد کے حصول کے لئے بنائی گئی تھی۔ وہ حاصل نہیں ہو سکے۔ ماسوائے ٹیننسی ایکٹ اور بٹائی نظام کے زیادہ کچھ نہیں ہوا۔ اگر کامریڈ کے جانے کے بعد بھی تنظیم سازی ویسی ہی رہتی تو آج جیسے (Bounded Labour) ملتے ہیں وہ نہ ہوتے۔ یعنی کہ اب بھی پیچیدگی موجود ہے۔ افسوس اسی بات کا ہے کہ ہاریوں کے لئے کامریڈ حیدر بخش جیسا کوئی لیڈر آج موجود نہیں ہے۔ جو منتخب ہو کر اسمبلیوں تک آئے یا اسمبلیوں سے باہر ہاریوں کی بھرپور آواز بنے۔ اس بات کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ پڑوسی دشمن ملک میں ہاری تحریک اتنی مضبوط ہے کہ وہاں کا ہاری دو سال تک روڈ پر بیٹھا رہا اور اپنے مطالبات منوا کر دم لیا۔ لیکن یہاں ایسا نہیں ہے کامریڈ کی موت کے ساتھ ہی ہاری کمیٹی ختم ہو گئی۔ (32)

ڈاکٹر ظفر جونیجو نے اس سلسلے میں اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ سندھ ہاری کمیٹی ہاریوں کے بنیادی حقوق کے حصول یعنی اچھے مقاصد کے لئے بنائی گئی تھی۔ لیکن جب اچھے مقاصد والی تنظیموں کے سامنے مصنوعی مقاصد رکھ دیئے جائیں تاکہ وہ ان میں الجھ کر اپنا اصل مقصد حاصل نہ کر سکیں تو ایسا ہی کچھ سندھ ہاری کمیٹی کے ساتھ ہوا۔ اسی وجہ سے سندھ ہاری کمیٹی کے سر صرف دو ہی کارنامے ہیں۔ ایک ٹیننسی ایکٹ کا پاس کروانا اور دوسرے 1930ء سے لے کر اب تک ہاری سوال کو سندھ میں قانونی حیثیت دلوائی۔ اب ہر کوئی لینڈ ریفارم کی بات کرتا ہے۔ دیکھیں 1930ء سے لے کر 2024ء تک تقریباً 94 سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس ایک سوال کو مسلسل مقبولیت دلوانا بہت بڑی بات ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ سندھ ہاری کمیٹی سیاسی کب بنی؟ 1945ء میں ٹنڈو جام میں سندھ ہاری کمیٹی کا ایک کنونشن ہوا تھا اس میں فیصلہ ہوا اور اس پلیٹ فارم سے پہلا سیاسی مطالبہ کیا گیا کہ سیاسی قیدیوں کو ازاد کیا جائے۔ اس سے پہلے سندھ ہاری کمیٹی صرف ریفارمز کی بات کرتی تھی۔ اس سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ سندھ ہاری کمیٹی کو سیاسی پہچان کامریڈ حیدر بخش جتوئی نے دی۔ کامریڈ اور دوسرے ساتھی اسی پلیٹ فارم سے الیکشن بھی لڑے۔ اب کامریڈ حیدر بخش جتوئی جب 1945ء میں سندھ ہاری کمیٹی میں شامل ہوئے تو ہاری کمیٹی کے سامنے اس وقت نئے چیلنجز تھے۔ ایک تو وہ 1945ء کے بعد پارٹی کے جنرل سیکریٹری بنے۔ اس کے بعد الیکشن ہوئے اور پاکستان بنا۔ تو اس وقت کا سب سے بڑا مسئلہ کراچی کی علیحدگی کا آگیا۔ سندھ ہاری کمیٹی نے اپنے اصل کام سے زیادہ وقت اس مسئلے پر دیا۔ ہمیں اس مسئلے پر پوری ہاری کمیٹی کا بہت کام ملتا ہے لیکن ان کے اصل مقصد پر اس وقت کے دوران کام نہیں ملتا۔ اس کے بعد سندھ لیول کے مسائل کی ایک لائن لگ گئی جس میں سندھ ہاری کمیٹی مصروف

ہوتی گئی۔ جن میں سے سرفہرست ون یونٹ کے خلاف جدوجہد بھی شامل ہے۔ اسی وجہ سے سندھ ہاری کمیٹی اپنے اصل کام پر فوکس نہیں کر سکی۔

انہوں نے مزید یہ بتایا کہ کامریڈ کی وفات کے بعد تو سندھ ہاری کمیٹی کا روپ ہی بدل گیا۔ اس سے پہلے ہاری کمیٹی کے نام پر بات کر لیتے ہیں۔ اب دیکھیں 1930ء میں جو دستاویز یا پمفلیٹ کہہ لیں اس میں دو نام ایک ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔ ہاری کمیٹی اور ہاری ایسوسیئشن۔ جمشید مہتا کہیں ہاری کمیٹی لکھتے ہیں اور کبھی کامریڈ حیدر بخش جتوئی ہاری پارٹی لکھتے ہیں۔ تو یہ سب ایک ہی تنظیم کے مختلف نام ہیں۔ کامریڈ کی وفات کے بعد سندھ ہاری کمیٹی کو اس نام پر زندہ رکھنا الگ بات ہے۔ اور یہ الگ بات ہے کہ وہ اس ایجنڈا پر کام کر رہی ہے یا نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جو بڑی زیادتی ہاری کمیٹی کے ساتھ ہوئی ہے وہ یہ کہ اس کو اوپن فرنٹ یا ذیلی تنظیم کر کے چلایا گیا ہے۔ یہ بہت بڑی ناانصافی ہے۔ یہ بلکل ایسے ہے کہ جیسے بیٹی ماں کو کہتی ہے کہ میں تمہاری سپروائیزر ہوں۔(33)

کامریڈ امداد قاضی نے کہا کہ سیاسی طور پر سندھ ہاری کمیٹی اپنے آپ کو کیش نہیں کروا سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان کا جو انتخابی نظام ہے۔ اس میں ایک تو بنیادی طور پر خرابی یہ ہے کہ یہ بہت مہنگا ہے۔ حلقے بہت بڑی ہیں۔ سول بیوروکریسی اس نام نھاد جمہوریت کو اپنے مسائل میں سے نکلنے ہی نہیں دیتے۔ انہوں نے ہمیشہ استحصال کیا ہے۔ وہ جمہوریت کے ٹھیکیداروں کو وہ اپنا کام کرنے ہی نہیں دیتے۔ (34)

امان اللہ شیخ نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ کامریڈ حیدر بخش جتوئی کی وفات کے بعد سندھ ہاری کمیٹی ان کے ساتھ ہی دفن ہوگئی۔ ان کے بعد آپ کو کہیں پر بھی ہاری تحریک نہیں ملے گی۔ گاڑی کھاتہ چوک پر کامریڈ کی رہائش گاہ تھی جہاں سے یہ تحریک اور مضبوط بن کر ابھری۔ یہ سب میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہاں پر سندھ بھر سے ہاری بلاجھجک چلے آتے تھے۔ ان کے لئے کھانے اور رہائش کا انتظام ہوتا تھا۔ وہ وہاں آکر اپنے مسائل کا اجتماعی اور سیاسی حل ڈھونڈتے تھے۔ ان پر بحث مباحثے ہوتے تھے، آئندہ کا لائحہ عمل طے ہوتا تھا۔ جس سے اس وقت کے ہاریوں میں جوش جذبہ بڑھتا تھا اور وہ اپنے سماجی و سیاسی حقوق کے لئے جدوجہد کرتے تھے مگر کامریڈ حیدر بخش جتوئی کی وفات کے بعد یہ تنظیم خاندانی جاگیر بن کر رہ گئی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس ملک کی سیاست کی بڑی تباہی کا سبب ہی موروثی سیاست ہے۔ اور اسی خرابی کا شکار سندھ ہاری کمیٹی بھی ہوئی ہے۔ اس وجہ سے ہاری کمیٹی کو نیا جنم دینے کے لئے سندھ کی سیاسی تنظیموں کو آگے آنا چاہئے اور اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ (35)

تاج مری کہتے ہیں کہ سیاسی طور پر بٹائی تحریک، الاٹی تحریک اور ٹیننسی ایکٹ کا پاس کروانا سندھ ہاری کمیٹی کی بڑی کامیابیاں ہیں۔(36)

تاج بلوچ اس سلسلے میں کہتے ہیں کہ ہاری کمیٹی کی جدوجہد کے نتیجے میں ہاریوں کی زمینوں سے بیدخلی بند ہوئی۔ پیداوار میں آدھا حصہ ملنے کی وجہ سے ان کو جتنا ملنا چاہئے تھا اتنا تو نہیں لیکن ان کی معاشی حالت قدرے بہتر ہوئی۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ ان میں شعور بیدار ہوا اور سیاسی افراتفری، وسائل کی لوٹ مار کی وجہ سے ہاری بہت متاثر ہوا۔ ون یونٹ ٹوٹنے سے ذرا پہلے کامریڈ حیدر بخش جتوئی وفات کر گئے اس کا اثر بھی ہوا اور تنظیم مضبوط ہونے کی بجائے بکھر کر رہ گئی۔ (37)

خالق جونیجو نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہاریوں کے حقوق کی جدوجہد اپنے جوہر میں جاگیرداری نظام کے خلاف جنگ ہے۔ تو یہ جنگ طویل اور مشکل ہے۔ اس کی کامیابی کسی ایک دو واقعات کی بنیاد پر نہیں طے کی جاسکتی۔ سندھ ہاری کمیٹی نے 'ادھ وادھ بٹائی ' (ترجمہ: فصل کی برابر تقسیم) اور ٹیننسی ایکٹ جیسی کامیابیاں بھی حاصل کیں لیکن اس کی جدوجہد کی سب سے بڑی کامیابی ہاریوں میں طبقاتی شعور بیدار کرنا، اپنے حقوق کا ادراک پیدا کرنا اور جاگیرداروں، وڈیروں سے لڑنے کا حوصلہ دینا اور اس لڑائی کے لئے ایک پلیٹ فارم مہیا کرنا تھی۔(38)

یہاں یہ بات ضرور ذہن میں رکھنی چاہئے کہ سندھ میں قومی اور طبقاتی جدوجہد ساتھ ساتھ چلتی رہی ہیں۔ تو جب 1955ء میں سندھ کے قومی تشخص کو مٹانے کی کوشش میں ون یونٹ نافذ کیا گیا تو دوسرے محب وطن لوگوں کی طرح سندھ ہاری کمیٹی کے لیڈروں اور کارکنوں نے بھی اپنی جدوجہد میں اولین ترجیح اینٹی ون یونٹ موومنٹ کو دی۔ خاص کر کے کمیٹی کے سربراہ کامریڈ حیدر بخش جتوئی نے اپنی ساری ذہنی صلاحیتیں اور جسمانی توانائیاں مادر وطن سندھ کی شناخت اور وجود کی بحالی کی جدوجہد پر لگادیں۔ اسی لئے اینٹی ون یونٹ مومنٹ میں سائیں جی ایم سید کے ساتھ دوسرا بڑا نام کامریڈ حیدر بخش جتوئی کا آتا ہے۔ اس کے ہاری کمیٹی کی طبقاتی جدوجہد پر اثرات پڑنا لازمی تھا۔ افسوس کی بات کہ پہلی جولاء 1970ء کو ون یونٹ ٹوٹا لیکن اس سے 40 دن پہلے 21 مئی 1970ء کو کامریڈ کی وفات ہوئی۔ اس طرح ان کو دوبارہ سندھ ہاری کمیٹی کی طبقاتی جدوجہد میں قائدانہ کردار ادا کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔

موجودہ وقت میں ہاری تحریک کی صورتحال زیادہ اچھی نہیں۔ دراصل جس طرح روس کا 1917ء کا بالشویک انقلاب دنیا کی قومی اور طبقاتی تحریکوں کے لئے ایک 'گیم چینجر' واقعہ تھا، اسی طرح 1991ء میں سوویت یونین کے انہدام نے منفی طور پر ساری دنیا کی عوام دوست تحریکوں کو متاثر کیا۔ سندھ کی ہاری تحریک بھی یقینی طور پر متاثر ہوئی۔ عالمی سطح پر سرمائیدار، عوام دشمن استحصالی قوتوں نے این۔جی۔او کلچر کو ایک وباء کی طرح پھیلایا تاکہ لوگوں کو انقلاب سے راستے سے ہٹا کر خیرات کی امید پر لگادیا جائے۔ سندھ کے بہت سے ہاری ورکر اور ترقی پسند سیاسی کارکن این۔جی۔اوز کے مقناطیسی ماحول کی طرف کھنچتے چلے گئے۔ وہ انفرادی طور پر تو امیر ہوگئے لیکن عوامی حقوق کی تحریک 'غریب' ہوتی گئی۔

جیسے پہلے ذکر ہوا کہ سندھ میں قومی اور طبقاتی حقوق کی جدوجہدیں اٹل طریقے سے ایک دوسرے سے جڑی رہی ہیں۔ 1990ء کی دہائی سے سندھ کی قومی تحریک میں بھی مختلف وجوہات اور مختلف عناصر کی بنیاد پر کئی منفی رجحانات سرایت کرگئے۔ بہت سے 'قومی کارکن/لیڈر' ہاری دشمن اور قوم دشمن وڈیروں، جاگیرداروں کے حامی ہوگئے۔ نہ صرف اتنا بلکہ کئی ہاری دشمن اور قوم دشمن اعمال میں ان کے معاون بن جاتے تھے اور ہیں۔ اس طرح سندھ کی قومی تحریک کا ایک حصہ اپنے فطری اتحادی ہاری مزدور کے بجائے قوم دشمن، عوام دشمن جاگیرداروں کا اتحادی بن گیا۔ ہاریوں کو وہ بھی جاگیرداروں کی طرح بیگار کے طور پر استعمال کرنے لگے۔

آج کے دور میں سندھ کے ہاری کی صورتحال میں بہتری لانے کے لئے تجاویز پیش کرنے سے پہلے اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ آج اس اکیسویں صدی اور ڈیجیٹل دور کے ہاری مرد و عورت کو کیا مسائل درپیش ہیں؟ درحقیقت دیکھا جائے تو یہ ہاری کی ہی محنت کا ثمر ہے جو نہ صرف ہماری سندھ بلکہ دنیا بھر کے لوگوں کو کھانے کے لئے اناج اور ضرورت کی دوسری اشیاء ملتی ہیں۔ لیکن جب اسی ہاری کی حقیقی زندگی کو

قریب سے دیکھتے ہیں تو بہت افسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ جس ہاری کی محنت کی وجہ سے یہ ملک خوشحال ہے۔ یہاں کا گاؤں گاؤں سر سبز لہراتی فصلوں کے ساتھ معطر ہے۔ جس کی انتھک محنت کے بدلے میں لوگ اپنا پیٹ بھرتے ہیں اور عمدہ کپڑے زیبِ تن کرتے ہیں۔ وہ ہی ہاری بھوکے پیٹ اور آدھے ادھورے (ناکافی) کپڑوں میں ملبوس اتنی سخت محنت اور مشقت کے باوجود اپنی بنیادی ضروریاتِ زندگی بھی پوری نہیں کرپاتا۔ آخر اس سب کا کیا سبب ہے، کہ ہاری دن بدن کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور و بے کس ہوتا جارہا ہے؟ اس صورتحال کو تحقیق کی نگاہ سے دیکھا گیا تو درج ذیل اسباب نظر آتے ہیں۔

1۔ ہاری کے پاس کاشت کے لئے زمین بہت کم ہے۔

2۔ زمین کم ہونے کی وجہ سے مشینی کاشت نہیں ہوسکتی۔

3۔ ہاری کے پاس اپنی زمین نہیں ہے۔

4۔ ہاری ناخواندہ ہے اس لئے وہ زراعت کے جدید طریقے استعمال نہیں کرپاتا۔

5۔ زراعت کے لئے پانی کا انتظام درست نہیں ہے۔

6۔ کھاد کا بآسانی نہ ملنا اور درست استعمال نہ ہونا۔

7۔ فصلوں پر کیڑے مار ادویات کا، بے وقت، بے جا، غیر معیاری استعمال کا ہونا جس کی وجہ سے اکثر فصل تباہ ہوجاتے ہیں۔

8۔ ہاری سے مارکیٹ کے مقابلے میں سستے داموں اناج لیا جاتا ہے۔ ہاری بیچارے کے پاس اناج رکھنے کے لئے گودام نہ ہونے کی وجہ سے اس کو مجبوراً" اپنی فصل بیچنی پڑتی ہے۔

9۔ کچی سڑکیں ہونا اور ٹرانسپورٹ کا بروقت دستیاب نہ ہونا۔

10۔ زمیندار اور اس کے کمدار کی طرف سے ہاری کا استحصال ہونا۔

اختتامیہ

ان جوابات کے تحت سندھ میں مختلف سیاسی نقطہ نظر رکھنے والے لوگوں نے ایک پلیٹ فارم جوڑا۔ اس پلیٹ فارم کے تحت ان لوگوں نے ہاریوں کے حقوق کے لئے جدوجہد کی بنیاد رکھی۔ ابتدائی طور پر سندھ ہاری ایسوئیشن کے نام سے جدوجہد کی گئی۔ آگے چل کر یہ جدوجہد سندھ ہاری کمیٹی کے نام سے نہ صرف مشہور ہوئی بلکہ آج تک جانی پہچانی جاتی ہے۔ اس تنظیم کی بنیاد ایک سیاسی تنظیم کی حیثیت سے نہیں ڈالی گئی تھی۔ لیکن تقسیم کے عمل کے فوراً" بعد کچھ مسائل نے جنم لیا۔ ان مسائل کی سنگین نوعیت کو دیکھتے ہوئے ان کے خلاف سندھ ہاری کمیٹی کے صدر نے اپنی پوری تنظیم کے ساتھ مل کر جدوجہد کی۔ ان مسائل میں کراچی کو سندھ سے الگ کرنے کا منصوبہ، بولی کا مسئلہ اور سب سے اہم ون یونٹ کا منصوبہ وغیرہ تھا۔ ون یونٹ کا منصوبہ تو ایسا تھا کہ سندھ کے وجود اور تشخص پر سوالیہ نشان لگ چکا تھا۔ سندھ کا ہر ذی شعور اس اینٹی ون یونٹ جدوجہد میں

شامل تھا۔ ایسے میں سندھ ہاری کمیٹی اور کامریڈ حیدر بخش جتوئی بھی پیچھے نہیں رہے۔ کامریڈ حیدر بخش جتوئی کا اس سلسلے میں کردار تو اتنا اہم ہے کہ سندھ کی تاریخ میں سائیں جی۔ایم۔سید کے بعد کامریڈ حیدر بخش جتوئی کا نام سر فہرست آتا ہے۔ یہ سارے مسائل سیاسی نوعیت کے تھے جن کے خلاف سندھ ہاری کمیٹی نے بھی جدوجہد کی۔ اس کے علاوہ سندھ ٹیننسی ایکٹ کی منظوری کے لئے ہاریوں کی ایک بہت بڑی تعداد کے ساتھ سندھ اسمبلی کا گھیراؤ کرنا بھی خالصتا" سیاسی عمل تھا۔ اسی وجہ سے سندھ ہاری کمیٹی کا ہاریوں کے لئے سندھ ٹیننسی ایکٹ اور ہاری سوال کو رائج کرنے کے علاوہ کوئی اور خاص کام نہیں ملتا۔ المیہ کی بات یہ ہے کہ ان لیڈروں (جی۔ایم۔سید، کامریڈ حیدر بخش جتوئی) نے ایسا کوئی کیڈر تیار نہیں کیا جو ان کے بعد انکی جدوجہد کو آگے لے کر چلتا۔ اسی وجہ سے کامریڈ کی وفات کے بعد یہ تحریک اپنی حیثیت کھو بیٹھی۔ اور اب سندھ میں تین ہاری کمیٹیاں نظر آتی ہیں لیکن ان کا کام بھی نہ ہونے کے برابر نظر آتا ہے۔ یہ تو وقت بتائے گا یا پھر نئے ریسرچر تحقیق کریں گے کہ اصلی ہاری کمیٹی کونسی ہے۔ اگر ہاری کمیٹی کی جدوجہد روز اول کی طرح جاری رہتی تو آج سندھ میں موجودہ سب مسائل دوسری نوعیت کے ہوتے۔ آج بحریہ ٹاؤن کے نام پر سندھ کے اصلی زمین کے مالکوں جن میں کسان بھی شامل ہیں۔ ان کو بے گھر کیا جاچکا ہے۔ ذوالفقار آباد، ڈی ایچ اے سٹی اور کارپوریٹ فارمنگ جیسے مسائل شاید جنم نہ لیتے۔

حوالہ جات

(1) صوفی حضور بخش، 'سندھ میں ہاری تحریک جو جائزو (سندھی)'، حیدراباد: زین علوی اینڈ حمزہ علوی فاؤنڈیشن، 2018ء، ص 1 تا 10

(2) ایم کھدر پوش، 'ہاری رپورٹ کل اور آج (اردو)'، لاہور: جنگ پبلشرز لاہور، 1991ء

(3) جی ایم سید، 'سندھی کلچر ائین سندھ جا سورما (سندھی)'، جامشورو: جی ایم سید اکیڈمی سن سندھ، 2011ء

(4) ٹائم ڈاٹ کام، پولینڈ امیبٹلڈ فارمرز (انگریزی)، 6 ستمبر 1937

https://web.archive.org/web/20090816104931/http://www.time.com/time/magazine/article/0,9171,758141,00.html

(5) اسکاٹ جے سر جنی، 'اے ڈفرنٹ ٹائپ آف پیزنٹ مومنٹ (انگریزی)'، کیمبرج: کیمبرج یونیورسٹی پریس، 1988ء، ص 51 تا 67

https://www.jstor.org/stable/2498838

(6) ظفر جونیجو، موضوع پر بات چیت

(7) وقار اسلم، 'پیزنٹ لائیو مومنٹ اینڈ رزسٹنس ان ساؤتھ ایشیاء، 18 تو 20 سنچری (انگریزی)'، لاہور: لاہور یونیورسٹی اف مینجمنٹ سائنسز،

https://libguides.lums.edu.pk/c.php?g=899891&p=6759308

(8) ڈاکٹر تنویر احمد طاہر، 'سندھ کی سیاست نسلیاتی تناظر میں (اردو)'، لاہور: فکشن ہاؤس، 2017ء، ص 45

(9) عاشق حسین سولنگی، 'سندھ ہاری کمیٹی تاریخ ائیں جدوجہد (سندھی)'، لاڑکانہ: لب دریا ہسٹوریکل سوسائٹی ڈوکری، 2007ء، ص 32

(10) ایم مسعود کھدر پوش،'ہاری رپورٹ کل اور آج (اردو)'، لاہور؛ جنگ پبلشرز، 1991ء، ص 15

(11) عرفان حبیب، 'ہندوستانی تاریخ میں مضامین: مارکسی تصور کی طرف، قرون وسطی کے ہندوستان کی اقتصادی تاریخ کے ساتھ (اردو)، ایک سروے، اینتھم پریس، 2002ء

(12) راجندر سنگھ "زرعی سماجی ڈھانچہ اور کسانوں کی بدامنی: ضلع بستی، مشرقی یوپی میں زمین پر قبضے کی تحریک کا مطالعہ۔(اردو)" سماجی بلیٹن 23.1 (1974): 44-70۔

(13) دتاتریہ نارائن دھناگرے "ہندوستان میں کسان تحریکیں 1920-1950۔(اردو)"، 1986ء، ص 254۔

(14) روچی رام، موضوع پر بات چیت

(15) گوہر سلطانہ عظمیٰ، 'ہاری رپورٹ'، لاہور؛ جنگ پبلشرز، 1991ء، ص 17

(16) ایضا"، ص 18 تا 19

(17) ہفتہ وار 'ہاری حقدار'، حیدراباد؛ 25 جون، 1948ء

(18) ایضا"، دسمبر، 1953ء

(19) ایضا"، 14 اگست، 1959ء

(20) پروفیسر اعجاز احمد قریشی، 'ون یونٹ ائیں سندھ (سندھی)' کراچی؛ پیکاک پرنٹرز اینڈ پبلشرز، 2003ء

(21) روزنامہ ڈان، کراچی؛ 10 نومبر، 1954ء

(22) اینٹی ون یونٹ جدوجھد (سندھی)، فائل نمبر 11، گل حیات انسٹی ٹیوٹ، خیر محمد اریجا؛ ص 3

(23) عاشق حسین سولنگی، 'سندھ ہاری کمیٹی تاریخ ائیں جدوجھد (سندھی)'، لاڑکانہ؛ لبِ دریا ہسٹوریکل سوسائٹی، 2007ء، ص 116 تا 117

(24) عبدالخالق جونیجو، 'ون یونٹ سندھ کی تاریخ جو کاروباب (سندھی)'، کراچی؛ پیکاک پبلشرز اور گولڈن جوبلی توڑون یونٹ کمیٹی، 2024، ص 41

(25) ڈاکٹر حاتم جتوئی، 'بابائے سندھ حیدر بخش جتوئی (سندھی)'، حیدراباد؛ حیدر بکش جتوئی اکیڈمی، 1995ء، ص 173 تا 174

(26) عاشق حسین سولنگی، 'سندھ ہاری کمیٹی تاریخ ائیں جدوجھد (سندھی)'، لاڑکانہ؛ لبِ دریا ہسٹوریکل سوسائٹی، 2007ء، ص 130 تا 131

(27) روچی رام، موضوع پر بات چیت، 4 ستمبر 2023، انٹرویو، بمقام، چیپل پیچ لگزری اپارٹمنٹ، کلفٹن، کراچی، صبح 10 بجے۔

(28) کامریڈ امداد قاضی، موضوع پر بات چیت، 5 اپریل 2024، انٹرویو، بمقام، سندھ سینٹر، سچل گوٹھ، کراچی، صبح 11 بجے۔

(29) خالق جونیجو، موضوع پر بات چیت، 20 دسمبر 2023، انٹرویو، بمقام، سندھ سینٹر، سچل گوٹھ، کراچی، صبح 10 بجے

(30) امان اللہ شیخ، موضوع پر بات چیت، 14 جون 2024، انٹرویو، بمقام، وکیل سوسائٹی، کراچی، شام 7 بجے۔

(31) کامریڈ روچی رام، موضوع پر بات چیت، 4 ستمبر 2023، انٹرویو، بمقام، چیپل پیچ لگزری اپارٹمنٹ، کلفٹن، کراچی، صبح 10 بجے۔

(32) پروفیسر اعجاز قریشی،4 ستمبر 2023،انٹرویو،بمقام، عسکری اپارٹمنٹ III، کینٹ اسٹیشن، کراچی،دوپہر 1 بجے-

(33) ظفر جونیجو،1 جولائی 2024،انٹرویو، آرٹس کاؤنسل، کراچی،شام 7 بجے-

(34) کامریڈ امداد قاضی،5 اپریل 2024،انٹرویو،بمقام،سندھ سینٹر، سچل گوٹھ، کراچی، صبح 11 بجے-

(35) امان اللہ شیخ،موضوع پر بات چیت،14 جون 2024،انٹرویو،بمقام،وکیل سوسائٹی، کراچی،شام 7 بجے-

(36) تاج مری، موضوع پر بات چیت،20 مئی 2024،انٹرویو،بمقام،سانگھڑ،جامشورو،شام 5 بجے-

(37) تاج بلوچ، موضوع پر بات چیت،20 مئی 2024،انٹرویو،بمقام، گاؤں گل محمد رند،نزد میرپور خاص، صبح 8 بجے-

(38) خالق جونیجو،موضوع پر بات چیت،20 دسمبر 2023،انٹرویو،بمقام،سندھ سینٹر، سچل گوٹھ، کراچی، صبح 10 بجے